سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (سے)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نورافشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل ایم۔ اے ۔ ۱۴ وارث روڈ۔ لاہور } اڈیٹر انچیف

پادری غلام مسیح صاحب ۔ میکلوڈ روڈ۔ لاہور } اسسٹنٹ اڈیٹر

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے ۔ ایمپرس روڈ لاہور } مینیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینیجر صاحب ہونا چاہئے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کی ایک طرف تحریر کر کے بنام اڈیٹر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں +

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۵۳	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۳۱ جولائی ۱۹۲۵ء	نمبر ۳۱

غزل

"جناب پادری بی گارڈنر صاحب صبرؔ میتھوڈسٹ ایپسکوپل مشن الہ آباد"

لطف جب ہی ہے کہ چھائے کالی گھٹا برسات میں
خود کریں وہ جام سے مجھ کو عطا برسات میں

چل رہی ہے کیا بہار افزا ہوا برسات میں
کیوں نہ ہو داغِ جگر اپنا ہرا برسات میں

دست رس گر ہو تو بھیجوں وصل کا پیغام میں
یار سے ہے سُرخ رو برگِ حنا برسات میں

کس لئے اب دیر ہے کیوں جام سے دیتا نہیں
دیکھ ساقی وہ اُٹھی کالی گھٹا برسات میں

کوندنا برق کا اور وہ برسنا ابر کا
بے ترے دنیا نہیں کچھ بھی مزا برسات میں

یار ہو مے ہو چمن ہو اور شبِ مہتاب ہو
یہ سما مجھ کو دکھا اے کبریا برسات میں

یاد آتی ہیں مجھے زلفیں کسی کی رات کو
ہجر میں چھا جاتی ہے جب نم گھٹا برسات میں

ہے یہ خواہش دیکھوں گلشن میں کسی کے واسطے
سُرخ جوڑا اور ہاتھوں میں حنا برسات میں

کیا تبسم برق کا اے صبرؔ خوش آئے مجھے
ہجر میں دندانِ جاناں کے بھلا برسات میں

قارون کی غیر منقولہ جائداد کی قیمت کا تخمینہ (۱۷) لاکھ پونڈ کیا گیا ہے۔ علاوہ بریں اس کے پاس غلام ساز و سامان اور نقد روپیہ تھا۔ واقف کاروں کا خیال ہے کہ سب کچھ ملا کر اس کی جائیداد کا اندازہ کم و بیش (۲۴۰) لاکھ پونڈ سمجھنا چاہئے (زمیندار، ہفتہ وار)

پادری عبدالحق صاحب قصبہ بدوملہی میں

اور

احمدی مولویوں کا تازہ اضطراب

ہمعصر اہلِ حدیث امرتسر کی اشاعت قریبہ میں کسی نامہ نگار صاحب نے بدوملہی کے لکچروں کا ذکر جو پادری عبدالحق صاحب نے دیئے تھے مسلمانوں کی فتح کے خیال سے کیا ہے۔ پر ہم ناظرین کرام کو پادری صاحب کے لکچروں کی کیفیت اپنے نامہ نگار کی زبانی سناتے ہیں۔ جس سے حقیقت برعکس نظر آئیگی

اڈیٹر

گذشتہ ماہ جون تاریخ ۱۸ کو جناب فضیلت مآب پادری عبدالحق صاحب مشہور مسیحی مناظر نے قصبہ بدوملہی میں پہنچکر کلام پاک کے رُز کا انکشاف فرمایا۔ اور اپنے لکچروں کا سلسلہ شروع کیا۔ جناب پادری صاحب مذکور کی عالمانہ تقریر، فلسفیانہ قابلیت اور اُن کی منطقیانہ الجھنوں نے چند باغیرت احمدی مولویوں کو جو مسیحیوں کو کافر بنانے والے تھے جوش میں لاکر مجبور کر دیا۔ دیگر اشتہارات کی تقسیم نے اُن کی خوب رُوح قبض کر دی۔ کیونکہ ہر ایک مذاہب کو سوال و جواب کرنے کے لئے مدعو کیا ہوا تھا۔ کہ جو کوئی ہر روز لکچروں پر اعتراض کرنا چاہیں وہ کر کے اپنا شک و شبہ دور کر سکتے ہیں۔ قصبہ بدوملہی کی مسیحی جماعت پادری صاحب کے قدم مبارک نے اوّل یہ کام کیا کہ مسیحیوں میں لاانتہا درجہ کوشش کا جوش پیدا کر دیا۔ اور سبایع

ناامیدی کی گھٹاؤں کا مطلع دعائیہ تجلی سے اُن کی آن میں صاف کر دیا۔ ازیں وجہ وہ قصبہ سے باہر تقریباً دو فرلانگ کے فاصلے پر نہایت گہری چھاؤں میں قیام کیا فرشی سامان۔ میز۔ کرسیاں۔ بنچیں خوشی سے ہر روز لے جاتے تھے۔ اور واپس لاتے تھے۔

الغرض جلسہ زیر صدارت جناب پادری ای۔ ڈی۔ کلیمٹس صاحب مشنری انچارج روز اول تاریخ ۲۱ جون منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد ہر روز دو سو تین سو بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوتی تھی۔ پادری صاحب نہایت حسن وخوبی سے اپنے لیکچروں کا اظہار سامعین کے روبرو کرتے تھے۔ جو مسیحی وغیر مسیحی اصحاب کے دل پر اثر پذیر مزید تھا۔ اُن عالمانہ تقریروں سے تنگ آکر چند احمدی مولوی صاحبان اپنی کم خواندہ جماعت کو یہ دکھانے کے لئے کہ ہم بھی معترض کی ہستی میں رکھتے ہیں آکھڑے ہوئے۔ مگر ؎

ایسا نہ باو پائے شریعت ہوا نورد
جمتے نہیں پاؤں کسی شہسوار کے

گو حضرت معترض فی الحقیقت اپنے گھروں میں بڑ ہانکتے تھے۔ کہ پادری صاحب کا منطق اور فلسفہ کیا اہلیت رکھتا ہے۔ ایسی بڑ ہانکنے پر پادری صاحب نے حد درجہ کی کوشش وسعی سے اپنی منطقیانہ وفلسفیانہ تقریر مسئلہ الوہیت مسیح پر شروع کی اور تحقیقی دلائل اور حسن وخوبی کے ساتھ ثابت کیا کہ سامعین مثل بُت کے بیٹھے رہ گئے اور مابعد پادری صاحب نے بلند آواز سے کہا۔ جو صاحب فلسفہ دان اور گھر پر بڑ ہانکتے تھے وہ اس وقت سامنے آ دیں۔ دیکھیں تو اُن کا منطق اور فلسفہ کیا ہے۔ حاضرین میں سے ایک مکرمی مولانا اپنے پرانوں کی چال کے مطابق اور اپنی عربی کی قابلیت اور علوم جدیدہ کی واقفیت کا غرور کرتے ہوئے اُٹھے اور چھٹتے ہی اعتراض یہ کیا کہ خدا کہاں کھاتا پیتا تھا۔ یہ اُن کا منطقیانہ اعتراض جس پر پادری صاحب ممدوح نے للکار کر فرمایا کہ منطق پیش کرو اب وقت ہے۔ مگر کہاں جرأت۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ خیر پبلک کے سامنے اُس احمدی مولوی صاحب کی منطق دانی کی قلعی کھل۔ حالانکہ کبھی کھیت کی اور ہمارے معترض نے سُنی کھلیان کی۔ مگر ہمارے پادری صاحب نے نہایت خلوص دلی اور شریفانہ اور عالمانہ طور پر اُن غیر ناجائز سوالات کے جواب دیئے کہ مولوی صاحب کی ہستی معترضانہ طرفۃ العین میں مؤدب سامع کی صورت میں بدل گئی۔ کیوں نہ بدلتی۔ جبکہ پادری صاحب نے اُن کے سوال کے جواب میں پیدائش ۱۸ باب کا حوالہ دیا۔ جہاں ابراہیم کو خدا مع دو فرشتوں کے دکھائی دیا اور ابراہیم نے اُن کو مدعو کیا۔ ان میں تیسرا خداوند تھا جواب سُنتے ہی مولوی صاحب کی بے بسی پبلک کو بخوبی عیاں ہوگئی۔ کیوں نہ ہوتی جبکہ اُس کے سامنے اُس یسوع مسیح کو (لوگاس) پیش کیا جس نے پولوس جیسے ظالم اور عالم کو اندھا کر دیا۔ اور اپنا جلوہ دکھایا اور راہ راست پر لایا۔

اسی رات نو بجے مولوی صاحبان نے اپنی چالاکی سے منادی کرادی کہ صبح آٹھ بجے احمدیوں اور عیسائیوں کا مناظرہ ہوگا۔ سنتے ہی مسیحی جماعت کے چند معتبر آدمی اس غرض سے گئے کہ۔ . . . ہم حفظ امن کی تحریر دیتے ہیں آپ بھی لکھ دیں۔ یہ سنتے ہی مولوی صاحب اور ان کی احمدی جماعت لگی گریز کرنے۔ اور مولوی صاحب سامنے آنے سے گریز کرنے لگے۔ عذر بہانے کرنے لگے۔ پھر چالاکی یہ کہ صبح ۸ بجے آپ خود اپنی ایک مجلس مقرر کرکے اپنی فتح کا راگ گاکر خود کو اور احمدی جماعت کو خوش کرنے میں ساعی ہوئے۔ اور اپنی غیر مہذبانہ ہرزہ سرائی ظاہر کرنے لگے۔ اور یسوع مسیح اور پادری صاحب کے متعلق اُوٹ پٹانگ باتیں کرنے لگے۔ خبر نہیں ایسی بے مغز اور ناکارہ باتوں کے کرنے سے اُن کو کیا نفع کیا مقصود تھا۔ اگلے روز پادری صاحب ممدوح نے غضب کی محنت کی۔ اور جلسہ زیر صدارت چوہدری صاحب عطا اللہ ذیلدار فراہم ہوا۔ اور پادری صاحب نے کلام خدا کے مضمون پر کلام کیا۔ ماشاء اللہ کس سادہ بیانی اور مدلل اور مفصل کلامی سے کلام خدا کو ثابت کیا۔ حاضرین سر تسلیم خم کئے ہوئے تھے۔ مگر جاہلی رعب اور ظاہری بناوٹ سنگار کا بُرا ہو کہ وہی مولوی صاحب نے بحیثیت معترض پلیٹ فارم پر دوبارہ قدم مارنے کی ہمت کی۔ اس روز تعلیم یافتہ حاضرین کا شمار تین سو سے زیادہ تھا کھڑے ہوتے ہی ہمارے معترض کے قدم لڑکھڑائے۔ اور زبان حال سے بتا رہے تھے کہ تعصب بُری چیز ہے اس مد نظر پادری صاحب نے قرآن مجید سے وہ حصے جو توریت سے لئے گئے تھے۔ اُن سے کلام خدا کو ثابت کیا جس مولوی کو اپنی عربی دانی کا فخر تھا۔ کہنے لگے وہ آیات جو قرآن سے پیش کی ہیں۔ ان پر سوال وجواب کا موقعہ آپ کو دیا جاتا ہے۔ پادری صاحب نے صرف ایک آیت پر اعتراض کیا۔ اور سوال کنندہ اور جواب دہندہ کے لئے پانچ پانچ منٹ کا وقت تھا۔ میں عربی تو نہیں جانتا مگر بحث کا زور آیت وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ۔ اور مولوی صاحب لگے اُلٹے معنے کرنے۔ کہ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ ہم نے نازل کیا تمہاری طرف (یعنی کافروں کی طرف۔ الخ) مگر پادری صاحب نے اس کے صحیح معنے "ہم نے نازل کیا تیری طرف کئے"۔ یہاں تو کمال ہوگیا۔ میری قلم تحریر کرنے سے قاصر ہے۔ اب تو مولوی صاحب پر پبلک کی چشمک زنی ہونے لگی۔ چونکہ مولوی صاحب قصبہ بدوملہی کے پیدائشی اور رہنے والے تھے۔ ان پر فقرے پر فقرہ چست ہونے لگا۔ عام مجمع کے سامنے پادری صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب لکھ دو کہ اس کے یہی معنے ہیں (دیکھو!!)

نور افشاں

مطبوعہ ۳۱ جولائی ۱۹۲۵ء

پیغام صلح کا مشن اور مسیحیت

معاصر پیغام صلح ۵ جولائی کی اشاعت میں ہمارے جواب پر ذیل کے عذر لایا ہے۔

"کہ مشن مسیحی ملک (جرمنی) کے اندر کسی مسیحی گھر میں پیدا ہوا تھا۔ مسیحی سکولوں اور کالجوں میں تعلیم پائی تھی۔

اس لئے اسے پیغام صلح کا مشن کہنے کے بجائے مسیحیت کا مشن کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔

دوسری طرف انگریزی سلطنت کہ جو برائے نام مسیحی ہے وہ اس قدر فائدہ اُٹھاتا ہے کہ اس حکومت کا اپنی رعایا کے ساتھ حسن سلوک گویا مسیحیت ہی (کی) تعلیم کا نتیجہ ہے۔

اور زمانہ کو معلوم ہے کہ کس طرح سے مسیحیت نے ان روشن خیال انسانوں کو جو علمی ترقی کی طرف قدم بڑھانا چاہتے تھے طرح طرح کے وحشیانہ مظالم کا تختۂ مشق بنایا۔۔۔ مخالفوں کی حفاظت کا سہرا مسیحیت کے سر نہیں آسکتا۔۔۔۔ گورنمنٹ برطانیہ آیا مسیحیت کا عکس ہے۔ آیا اس سلطنت کے تمام قوانین انجیل کی تعلیم کے عین مطابق ہیں رہا یہ کہ مسیحیت نے عدم تشدد کی تعلیم دی ہے اور آج احمدی بھی اس کے حامی ہیں۔ یہ اس حد تک صحیح ہے کہ موجودہ حالت میں اس ملک کے اندر جہاد کی وجوہ موجود نہیں۔ لیکن اگر ایسے وجوہ پیدا ہو جائیں تو احمدی جماعت ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری کو پیش کر دینا ہرگز جائز نہیں سمجھتی"

نور افشاں ہم اپنے دوست مدیر پیغام صلح کے ان عذرات کا جو انہوں نے ہمارے جواب کے جواب میں لکھے ہیں۔ خوشی سے پھر ایک دفعہ خیر مقدم کرتے ہیں گو ناظرین کرام اور مدیر پیغام صلح ہمارے جواب کی معقولیت کا انکار نہیں کر سکتے۔ اس سے بڑھ کر ہمارے جواب کی معقولیت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ آپ نے اس بات کو دلیری سے تسلیم کر لیا کہ "مسیحیت عدم تشدد کی تعلیم دیتی ہے۔ اور احمدیت اس کی حامی ہے"۔ ابھی بندہ پرور احمدیت صرف حامی ہی نہیں بلکہ انجیل کی تعلیم مذکور سے آجتک فائدہ اُٹھاتی آئی ہے۔ اگر احمدیت کا مشن آج ہندوستان میں موجود ہوتا جس کی صداقت پر ناز کر کے پیغام نے مسیحیت کی تکذیب میں اس کے اصولوں کو پیش کیا تھا۔ اور وہ یہ حکمران ہوتا تو وہ احمدی جماعت کے حق میں جو ہند کے سات کروڑ مسلمانوں کے مقابل ضعیف و کمزور ہے کیا حکم دیتا؟ مشن کے مقابل ہندوستان کی مسیحی حکومت نے کمزور احمدی جماعت کی پتھراؤ کرنے والوں سے جو حفاظت کر رکھی ہے درحالیکہ احمدیوں اور ان کے پیشوا کے نزدیک یہ مسیحی حکومت اور تمام مسیحی دجال ہیں تو مسیحیت مخالف و دشمن پرور ہوئی یا نہیں ہوئی؟ انہیں دو باتوں کا جواب مطلوب ہے۔ مگر آپ تو ادھر اُدھر کی سُنا رہے ہیں۔

مدیر پیغام صلح کا یہ ارشاد بھی عجیب ہے کہ "ملک کے اندر جہاد کی وجوہ موجود نہیں۔ لیکن اگر ایسے وجوہ پیدا ہو جائیں الخ"۔ اگر احمدی صاحبان کے نزدیک ہند میں یا دنیا میں جہاد کرنے کے آجتک وجوہ پیدا نہیں ہوئے کہ جنکی وجہ سے انہیں یا اُن کے پیشوا کو جہاد کرنا پڑتا تو ہم نہایت ادب سے التماس کرتے ہیں کہ پھر مرزا صاحب قبل از وقت مسیح موعود بنکر کیوں آئے تھے؟ انہوں نے ہند کی مسیحی آبادی اور مسیحی حکومت کے خلاف یاجوج و ماجوج ہونے اور دجال ہونے کا کیوں اعلان کیا تھا؟ آپ تو اب تک کہہ رہے ہیں کہ انگریزی سلطنت برائے نام مسیحی ہے۔ تو ملک میں جہاد کے وجوہ اس سے بڑھکر کیا پیدا ہو سکتے ہیں۔ جن کی انتظاری میں احمدیوں نے جہاد کی تلوار میان میں ڈال رکھی ہے اور انجیل مذہب سے فائدہ اُٹھانا مصلحت سمجھا ہے!

ہم نے مانا کہ ہند میں جہاد کی وجوہ پیدا ہونے میں کچھ کسر باقی رہ گئی ہوگی۔ پر ملک کابل میں جہاد کرنے کے وجوہ کمال کے پیدا ہو چکی ہیں۔ احمدیت کے پیشواؤں اور احمدی بھائیوں نے حکمران کابل کے خلاف کیوں آجتک جہاد کا اعلان نہ کر دیا؟ کابل کے مقابل احمدیت نے کیوں انجیل مذہب سے فائدہ اُٹھانا مصلحت سمجھا ہے؟

آپ تاریخ یورپ کے دور ظُلمت کو دوبارہ دہرا چکے ہیں۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ زمانہ مذکور کے لاعلم عیسائیوں کے مظالم کو مسیحیت کے سر مقوب کر ناحق اپنے ناظرین کو غلطی میں ڈالنا بھی مناسب نہ تھا۔ جناب والا ابھی آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ مسیحیت نے عدم تشدد کی تعلیم دی۔ آپ کا مشن بھی یہی رونا روتا گیا تو آپ ہی فرمائیں دور ظلمت کے عیسائیوں کے تشدد مسیحیت کا کیونکر عیب بنگیا؟ عیسائیوں کی غلط کاریاں عیسائیت کا کیسے قصور بنگئیں؟

آپ کو یاد رکھنا تھا کہ آپ کا پیشوا ہند میں ہمارے ہی زمانہ میں مسیح موعود وغیرہ کے دعاوی کے ساتھ اُٹھا۔ آپنے تمام غیر احمدی یا غیر مرزائی مسلم دنیا کو اسلام کی مسلمانی سے خارج کر ڈالا۔ صرف احمدیوں

کو مسلمان قرار دیا۔ تو بھلا آپ ہی فرمائیں کہ مرزا صاحب کے فتوے کے موافق غیر احمدی مسلمانوں کی کمزوریوں کو دین اسلام و قرآن کا قصور کیسے مانا جا سکتا ہے؟

ایسے ہی دور ظلمت کے عیسائیوں کے تشدد و مظالم عیسائیت کا قصور نہیں بن سکتے ہیں۔ اُن مظالم کے ذمہ وار نام کے عیسائی ہیں نہ عیسائیت و مسیحیت۔

آپ کا ہند کی مسیحی حکومت کو برائے نام مسیحی کہنا اور اس کے نظام و قوانین کی بابت یہ خیال ظاہر کرنا کہ گویا انجیل کے خلاف ہیں ہرگز راستگوئی کا اظہار نہیں ہے۔ انجیل کا سنہلا اصول یہ ہے کہ بنی نوع انسان آپس میں بھائی ہیں۔ انسان ہونے کے اعتبار سے وہ مساوی درجہ رکھتے ہیں۔ لیاقتوں اور مرتبوں میں مختلف ہیں۔ اس لئے وہ ایک دوسرے کی جان و مال کے محافظ و نگہبان ہیں۔ اُن کے جان و مال کا یکساں معاوضہ ہے۔ جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو اور جو خدا کا ہے وہ خدا کو دیا جائے ہند کی مسیحی حکومت کے جملہ قوانین اور اس کا تمام نظام اس اصول پر مبنی ہے کہ جو تم میں بڑا ہونا چاہے وہ چھوٹوں کا خادم ہو۔ ہند کی مسیحی حکومت خادم ہو کر مخدوم ہے وہ دشمن و مخالف کو نیست کرنیوالی نہیں بلکہ اس کی محافظ ہے۔ ایسی مسیحی حکومت کو مسیحی نہ جاننا بلکہ اُسے دجال یقین کرنا خود سمجھ لیجئے کہ کس کا کام ہے؟

آخر میں ہم اس بات کا خوشی سے اعتراف کرتے ہیں کہ منشئے مسیحی ملک میں پیدا ہوا اور مسیحی مدارس اور کالجوں میں تعلیم پائی۔ پر اپنی اجتہادی غلطی سے علاوہ مسیحی مذہب کا منکر و مخالف ہو گیا مسیحیت کے ایسے کھلے مخالف کے غلط اجتہاد کو مسیحیت کی تکذیب کے ثبوت میں پیش کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ احمدیت کے مخالفوں کے خیالات سے احمدیت کے حق و باطل ہونے کا فیصلہ کرنا۔ پر ہم ایسے فعل کو ہرگز جائز قرار نہیں دے سکتے ہیں +

باپ از "افسانہ مسیح"

گذشتہ سے پیوستہ

جہاں قدرت میں سورج نیک اور بد دونوں پر یکساں چمکتا ہے۔ جہاں دانہ پک کر سنہری ہو جاتا ہے تاکہ یہودی اور غیر قوم دونوں کے لئے کھانا مہیا ہو۔ جہاں کسان کے جھونپڑے اور قاتل کی حوالات پر ایک ہی ستارے چمکتے ہیں۔ جہاں انگور کا گچھا پھلتا اور پھولتا ہے تاکہ شادی کی ضیافت کے لئے اور بد معاش کی شرارت کے لئے شراب پیدا ہو۔ جہاں پرندے بغیر محنت اور مزدوری کے اپنی خوراک حاصل کرتے ہیں۔ جہاں چور، لومڑ اپنے لئے جائے پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ جہاں کھیت کے سوسن بادشاہوں سے زیادہ شاہانہ لباس پہنے ہوتے ہیں۔ وہاں مسیح نے ازلی یقین کی بنیادی تصدیق پائی کہ خدا ایک ایسا مالک نہیں۔ جو ایک دن کی خوشی کے عوض میں ہزاروں سالوں کی سزا دیتا ہے۔ نہ ہی وہ ایسا قہار جلاد ہے جو اپنے دشمنوں کی بیخ کنی کا حکم دیتا ہے۔ نہ ہی وہ ایسا بادشاہ ہے جو اس بات میں خوش ہو کہ بڑے بڑے سردار میری خدمت کریں۔ نہ ہی وہ اپنے نوکروں پر ایسی پریشان کن نگرانی کرتا ہے کہ جس سے اُس کا چھوٹے سے چھوٹا حکم یا رسومات کا ایک عشر عشیر بھی نظر انداز نہ کیا جائے +

وہ خدا کا بیٹا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ خدا باپ ہے نہ صرف ابراہیم کے لوگوں کا بلکہ تمام بنی نوع انسان کا باپ۔ ایک خاوند کی محبت گہری ہوتی ہے۔ لیکن یہ رشک والی اور جسمانی ہوتی ہے۔ بھائی کی محبت بسا اوقات رشک سے بھری ہوتی ہے۔ بیٹے کی محبت میں عموماً بغاوت ہوتی ہے۔ دوست کی محبت ریاکاری کے ساتھ آلودہ ہوتی ہے۔ اور مالک کی محبت میں مغرور انکساری ملی ہوئی ہوتی ہے۔ صرف باپ کی محبت بیٹے کے لئے کامل خالص اور بالکل بےغرض ہوتی ہے۔ باپ بیٹے کے لئے جو کچھ کرتا ہے۔ وہ دکھلاوے کے لئے کرنے کو تیار نہیں ہوتا۔ بیٹا باپ کی اپنی مخلوق ہوتا ہے۔ اُس کے گوشت کا گوشت اور ہڈی کی ہڈی۔ اس کے اپنے بدن کا ایک حصہ جو کہ روز بروز اس کے پہلو میں پلتا ہے۔ بیٹے میں باپ اپنی صورت نئی۔ کامل اور پوری دیکھتا ہے۔ اپنے بیٹے میں وہ بڑھا از سر نو جوان ہوتا ہے۔ اسی کا عکس مستقبل میں پڑتا ہے۔ وہ جو اپنی زندگی گذار چکا ہے اُس کے لئے جس کے لئے ابھی زندگی گذارنی ہے۔ اپنے آپ کو قربان کرتا ہے۔ باپ بیٹے کی خاطر جیتا ہے۔ اُس کی زندگی سے خوش ہوتا ہے۔ اُس کو دیکھ کر پھولتا ہے۔ جب وہ کہتا ہے اے میرے بیٹے تو وہ خیال کرتا ہے کہ میں اس بیٹے کا پیدا کرنے والا ہوں۔ یہ بیٹا میری اپنی بیوی کے بطن سے ہے۔ اس کے پاک درد دل سے پیدا ہوا تھا۔ بیٹے کے لئے باپ نے آنسو بہائے ہیں۔ محنت کی ہے۔ اپنے قدموں کے پاس اُسے بڑھتے دیکھا ہے۔ اُس کے ننھے ننھے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں گرم کیا ہے۔ ننھے کی بھولی بھالی باتوں کو سنا ہے جو معجزانہ ہوتی ہیں۔ اُس کو اپنے گھر کی دہلیز کے باہر رہ گذر آتے جاتے دیکھا ہے ایک روح کا جسم میں پیدا ہونا اور رفتہ رفتہ بڑھنا اور ظاہر ہونا ایک ایسا معجزہ ہے۔ اُس کے وسیلہ سے خدا نے کیا ہے۔ اب وہ سن بلوغ کو پہنچتا ہے ایک نیا انسان بنتا ہے جو ایک بیش قیمت اور بے نظیر خزانہ ہوتا ہے۔ اس نے اپنی صورت کو اپنے بچے کے چہرے میں آہستہ آہستہ ظاہر ہوتے دیکھا ہے۔ نیز بچہ ماں کی بھی صورت ہے۔ جس کے ساتھ اُس کا تعلق ایسا گہرا اور غیر منقسم ہوتا ہے



یہ دونوں کی خوشی کا اظہار ہے۔ کیونکہ محبت میں کامل اتحاد صرف بچے ہی میں حاصل ہوتا ہے۔ اس نئے مخلوق کی موجودگی میں باپ اپنے آپ کو ایک صاحب خالق اور محسن تصور کرتا ہے۔ اور اپنی اس طاقت پر نازاں ہوتا ہے۔ بچہ بھی اپنی تمام ضروریات کے لئے اپنے باپ کی طرف دیکھتا ہے۔ اور بچپن میں ہی وہ اپنا تمام بھروسہ باپ پر رکھتا ہے۔ اور صرف اُسی وقت اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہے۔ جب باپ کے پہلو میں ہو۔ باپ جانتا ہے کہ مجھے بچے کے لئے زندگی بسر کرنا ہے۔ اُس کے لئے محنت اور تکلیف اُٹھانا ہے۔ بیٹے کے لئے باپ زمین پر بمنزلہ خدا ہے۔ باپ کے لئے بیٹا آلہی تحفہ۔

باپ کی محبت میں برادرانہ فرائض کا ایک غیر معلوم خیال نہیں ہوتا نہ ہی اس محبت میں دوستانہ حسد یا خود غرضی شامل ہوتی ہے۔ اُس میں عاشقانہ جنون نہیں ہوتا۔ نہ ہی ریاکاری کا وہ لگاؤ جو پردہ وہ لوگوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ باپ کی محبت خالص محبت ہوتی ہے۔ صرف اسی محبت کو اصل محبت کہہ سکتے ہیں ہر ایک بیرونی عنصر سے پاک۔ یہ وہ خوشی ہے جو اپنے آپ کو دوسروں کی خوشی کے لئے قربان کرتی ہے۔

خدا کے باپ ہونے کا یہ تصور مسیح کے مکاشفہ کا ایک بڑا گہرا نکتہ ہے۔ ہمت کو بڑھانے والا اور اُمید کو قائم رکھنے والا یہ خیال کہ خدا ہمارا باپ ہے۔ اور وہ ہمیں پدرانہ محبت سے پیار کرتا ہے اور ایسا کا پیار نہیں جیسا کہ ایک بادشاہ کا غلاموں سے ہے اور وہ ہر ایک کو روز کی روٹی بخشتا ہے اور ہر ایک آزمائش میں گرا ہوا اگر لوٹ کر اپنے باپ کے سینے پر سر رکھنا چاہے۔ وہ اُس کو خوشی سے قبول کرتا ہے۔ یہ خیال جو پرانے عہد کو ختم کرتا ہے اور نئے عہد کے آغاز کی علامت ہے۔ یسوع نے فطرت میں

مشاہدہ کیا۔ کیونکہ وہ خدا کا بیٹا اور اپنے باپ سے شراکت رکھنے والا تھا۔ وہ ہمیشہ اُس کے آبائی رشتے سے آگاہ رہتا ہے جس کی بڑے سے بڑے پیغمبروں کو ایک جھلک سی دکھائی دی تھی۔ اب چونکہ وہ ہر ایک انسانی تجربے میں شریک تھا۔ اُس نے اس آبائی رشتے کو تمام دنیا میں ظاہر اور آشکارا دیکھا اور ایک روز بنی نوع انسان کے سامنے انجیل کا پہلا پیغام اُن اچھوتی تشبیہوں میں بیان کریگا۔ جو اُس نے دنیائے فطرت میں مشاہدہ کی تھی۔

دیگر مہاتماؤں کی طرح مسیح دیہات کو پسند کرتا تھا۔ گو کہ نگار تزکیہ نفس کے لئے سخت و عبادت شعر و نظم لکھنے کے لئے سب پہاڑوں میں۔ درختوں کے سائے میں۔ بہتے پانیوں کے پاس۔ یا ایسی خنک چٹانوں میں جہاں سورج بے دردی سے چمکتا ہے پناہ لیتے ہیں مسیح دیہات والوں کی بول بولتا تھا وہ کبھی ادق محاورے استعمال نہ کرتا تھا کبھی مبہم خشک یا بہت عمیق خیالات پیش نہ کرتا تھا۔ اُس کی تقریریں جن میں کھیتوں کی رنگینیاں اور باغوں کی خوشبوئیں بھری ہوئی تھیں۔ اُن کو گھریلو جانوروں کے بیان سے جاندار بناتا تھا۔ اپنے ملک گلیل میں اُس نے انجیر کو چوڑے اور سیاہ پتوں کے نیچے بڑھتے اور پھولتے دیکھا تھا۔ انگور کی سوکھی ہوئی ٹہنی نے سبز لباس پہنا۔ اور سفید لاجوردی پھل جسکو دیکھ کر دل خوش ہوتا ہے۔ اپنے آپ کو آراستہ کیا۔ اُس نے رائی کے چھوٹے سے دانے سے ایک بڑا درخت نکلتا دیکھا۔ راتوں کو اُس نے آندھی سے ہلتے ہوئے سرکنڈوں کی چھائیں چھائیں سُنی تھی۔ اُس نے گیہوں کے دانے کو زمین میں گرتے دیکھا تھا۔ جہاں سے وہ ایک بھری ہوئی بال بنکر نکلیگا۔ موسم گرما میں اُس نے خوبصورت سوسن کو لال

پیلی اور ارغوانی پوشاک پہنے گیہوں کے کھیتوں میں ہرے بھرے بوٹوں کے ساتھ اُگتے دیکھا تھا وہ گھریلو اور جنگل جانوروں سے واقف کار تھا۔ اُس نے فاختہ کو اپنی جگہ اگردن باہر نکالے ہوئے مکانوں کی دیواروں پر محبت کے ترانے گاتے سُنا تھا۔ عقاب اپنے پر پھیلائے شکار پر جھپٹتا تھا۔ ہوا کی چڑیاں جنکا مقدر بادشاہوں کی طرح خدا کے ہاتھ میں ہے کوتے جولاش کی ہڈیاں اپنی کڑی چونچوں سے نوچتے ہیں مرغی جو آندھی کو آتے دیکھکر اپنے جھول کو پروں کے نیچے چھپاتی ہے مکار لومڑ جو اپنے غار کی تاریکی میں اپنے شکار کو چھپائے ہوئے ہے اور کتا جو اپنے مالک کی میز کے نیچے ٹکڑوں اور ہڈیوں کے انتظار میں ہے۔ گھاس میں لوٹنے والے سانپ اور بچھو اور قبروں میں چھپنے والے زہریلے ناگ ان سب کو اُس نے دیکھا تھا۔

وہ چرواہوں میں پیدا ہوا۔ وہ خود ایک روز آدمیوں کا چرواہا بننے والا تھا۔ وہ بھیڑ بکر جانتا تھا۔ اُس سے محبت رکھتا تھا۔ اُس نے بھیڑ کو ہرے کی تلاش میں اور بچہ اپنی ماں کے پیچھے کز ور سی میں میں کرتا یا کمال اشتیاق سے دودھ پیتا۔ جبا نکہ اُس کی خوبصورت اُون کے نیچے آدھا چھپ جاتا تھا۔ دیکھا تھا۔ اُس نے ریوڑوں کو اپنے وطن کی پہاڑیوں میں خشک چھوٹی چھوٹی چراگاہوں میں چرتے دیکھا تھا۔ وہ رائی کے دانے کو جو کہ مشکل سے ہتھیلی میں نظر آتا ہے اور پُرانے انجیر کے درخت کو غریب کے جھونپڑے پر سایہ ڈالتا ہے ویسے ہی پیار کرتا تھا۔ ہوا کے پرندے جو نہ بوتے ہیں نہ کاٹتے اور سیمیں مچھلیاں جو کہ سمندروں میں چمکتی تھیں۔ جن سے اُس کے شاگرد اپنی بھوک اُتارتے تھے۔ شام کی اُن گھڑیوں کو دیکھتے ہوئے

جو آنے والی آندھی کی خبر دیتی ہیں اُس نے مشرق میں بجلی کو چمکتے ہوئے آسمان کو پھاڑتے اور مغرب میں غروب ہوتے دیکھا تھا۔

مسیح صرف فطرت کے کھلے صحیفوں اور جلی قلم سے لکھے ہوئے ورقوں ہی کو نہ پڑھتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ خدا نے انسان سے فرشتوں قاضیوں اور نبیوں کی معرفت کلام کیا ہے۔ اُس کا کلام اُس کی شریعت اُس کی فتوحات بائبل میں درج تھیں یسوع اُن نشانوں سے واقف تھا جس سے مُردے قدیم زمانے کے خیالات اور یادداشتیں آئندہ نسلوں تک پہنچاتے ہیں۔ اُس نے صرف اپنی کتابوں کا مطالعہ کیا تھا جہاں اُس کے آباؤ اجداد نے اپنی قوم کی تواریخ تبلائی تھی۔ لیکن وہ اُس کے الفاظ اور معنے کو فقیہوں اور شرع کے عالموں سے بہتر جانتا تھا۔ اور اس علم نے اُس کو حق بخشا کہ جو شاگرد تھا اب اُستاد بنے۔

جلال الدین

کشتِ زعفران

زیب النساء مخفی کا مندرجہ ذیل مطلع ایران میں پہنچا۔

گرچہ من لیلیٰ اساسم دل چو مجنوں در ہوست
پا بہ صحرا نہم لیکن حیا زنجیر پاست

ناصر علی نے اس کا جواب دیا اور ذیل کا شعر زیب النساء کے پاس بھجوایا

عشق تا خام است باشد بستۂ ناموس و ننگ
پختہ کاران جنوں را کے حیا زنجیر پاست

مخفی نے اس کا جواب الجواب حسب ذیل ارسال کیا

الحیا جزو من الایماں حدیث مصطفیٰ است
چوں تو مرغ بے حیا را کے حیا زنجیر پاست

ناصر علی اس مطلع کو پڑھ کر بہت شرمندہ ہوا اور معذرت میں ذیل کا شعر لکھا ؎

نہ شرم آب شدم آب را شکستے نیست
بحیرتم کہ مرا روزگار چوں بشکست

مخفی نے جواب میں لکھ بھیجا۔

بیخ لب ستہ بشکست۔

زیب النساء نے ایک نہایت قیمتی آئینہ چین سے منگایا۔ جس کو وہ نہایت حفاظت سے رکھتی تھی۔ ایک دن صبح کے وقت اُس نے اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ اندر سے آئینہ چینی اُٹھا لا۔ مگر حفاظت سے اُٹھانا۔ تعمیل حکم کے لئے لونڈی کمرہ میں گئی اور آئینہ اُٹھا کر باہر لا رہی تھی کہ اتفاق سے وہ اس کے ہاتھ سے فرش پر گر کر پاش پاش ہو گیا۔ کانپتی ہوئی زیب النساء کے سامنے آکھڑی ہوئی اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا ع

از قضا آئینہ چینی شکستہ

زیب النساء چیں بجبیں تک نہیں ہوئی۔ بلکہ کشادہ پیشانی سے جواب دیا۔

خوب شد اسباب خود بینی شکست

ناظرین! حد درجہ کا حلم و بُردباری اس کو کہتے ہیں۔

نصیر اندر نال

ٹائمز کا نامہ نگار ہانگ کانگ سے لکھتا ہے کہ پولیس کے مشکوک مکانات پر چھاپہ مارنے اور شورش پسندوں کے مسلسل اخراج کا اچھا اثر پڑا ہے۔ اب چینی رضامندی کے ساتھ جاپان نہیں جاتے اور بیت سے ہڑتالی واپس آرہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ حالات ایسی شکل اختیار کر رہے ہیں جس سے ہڑتال شروع ہوئی ہے۔ (زمیندار ہفتہ وار)

صوبہ پنجاب میں قانون کارخانجات

کا

عملدرآمد (سال ۱۹۲۴ء)

قانون کارخانجات کے پنجاب میں عملدرآمد کی سالانہ رپورٹ بابت ۱۹۲۴ء کا ریویو ابھی ابھی گورنمنٹ نے شائع کیا ہے۔ مفصلہ ذیل امور کا مطالعہ دلچسپی کا موجب ہوگا۔

سال زیر رپورٹ میں رجسٹری شدہ کارخانوں کی کل تعداد ۴۳۴ سے ۴۶۵ اور ان کارخانوں کی تعداد جو واقعی کام کر رہے ہیں ۳۹۹ سے ۴۳۴ ہو گئی۔ چونکہ مشینری کپاس کی فصل نہایت اعلیٰ پیدا ہونے کی وجہ سے روئی کو بنولوں سے جدا کرنے کے کارخانے پورے زور پر کام کرتے رہے۔ اس لئے کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کی تعداد ۴۹۱۱۰ سے ۵۰۰۴۲ تک بڑھ گئی۔

راتوں کو کارخانجات کے معائنوں کی تعداد جن کے ذریعہ سے قانون کارخانہ جات کی خلاف ورزی میں عورتوں اور بچوں کو کام میں لگایا جانے سے روکا جا سکتا ہے۔ تسلی بخش رہی ہے۔

پانی بہم پہنچانے کے انتظامات وسیع ہو رہے ہیں۔ پینے کا پانی بالخصوص بکثرت ہے اور جن کارخانوں کا معائنہ کیا جاتا ہے ان میں کافی ہے۔ بہت سی جگہ بجلی اور مٹی کے تیل کے لیمپ موم بتیاں اور عام تیل کے دیوں کی بجائے مہیا کئے جا رہے ہیں۔ اور آگ لگنے کے خطرات نسبتاً کم ہو رہے ہیں پُرانے کارخانوں میں قبل اس کہ ہوا اور روشنی کے لئے خاص انتظامات ہو سکیں ان کی عمارتوں میں بڑی بڑی تبدیلیوں کی ضرورت ہوگی۔ نئے کارخانوں میں پانی کو نکالنے کا نیا

طریقہ ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اور دروازے اور کھڑکیاں ایسی بنائی گئی ہیں کہ ہوا پورے طور پر اندر باہر آ جا سکے۔ اس امر کی کوشش کی گئی کہ جن کمروں میں روئی بنولوں سے جدا کی جاتی ہے۔ ان میں وہ اشخاص بالکل نہ داخل ہوں جو اس کام پر ملازم نہیں۔ ایکٹ کی دفعہ ۱۹ (الف) کے ماتحت ایک حکم جاری کیا گیا ہے جس کا منشا یہ ہے کہ شیر خوار اور دوسرے نو عمر بچوں کو ان کمروں میں نہ لایا جائے۔ گورنر بہادر باجلاس کونسل خیال فرماتے ہیں کہ چھوٹے بچوں کی صحت کا خیال کرتے ہوئے۔ اس حکم کا نافذ کیا جانا حق بجانب ہے اس سال کارخانوں میں متعدی بیماریاں نہیں پھیلیں اور بحیثیت مجموعی بچوں کی صحت اچھی رہی ہے۔ بہت سے بڑے بڑے کارخانوں نے میڈیکل افسروں کو باقاعدہ ملازم رکھ لیا ہے۔ باقی کارخانوں میں مقامی ڈاکٹر ہر روز چند گھنٹوں کے لئے بیماروں کو دیکھنے آتا ہے۔

۱۹۳۳ء میں ان حادثوں کی تعداد جو کارخانوں میں ہوئے ۶۰۰ تھی۔ اس کے مقابلہ میں حسب اطلاع ۱۹۳۴ء میں ۵۲۰ حادثے ہوئے۔ اضافہ کی زیادہ تر وجہ یہ ہے کہ اس سال چھوٹے چھوٹے حادثات کی اطلاع دی جاتی رہی ہے۔ ورنہ دراصل حادثوں میں کوئی اضافہ نہیں۔ تاہم اس معاملہ میں ابھی صحیح تحقیق کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ حادثات کے زیادہ وقوع پذیر ہونے کی اگرچہ اصل وجہ یہ ہے۔ کہ مزدور سستی اور کاہلی سے کام کرتے ہیں اور یہ کہ کارخانوں میں حفاظتی اور احتیاطی وسائل کی کمی ہے۔ تاہم گورنر صاحب بہادر باجلاس کونسل کی یہ رائے ہے کہ ابھی تک مشینوں کے گرد باڑ یا دیوار کھڑی کرنے اور مشین چلانے والے لوگوں کو کارخانوں کا مناسب لباس بہم پہنچانے کی ضرورت باقی ہے۔

تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ کم تجربہ تھوڑی تنخواہ والے مزدوروں کو ابھی تک خطرناک مشینوں کے چلانے میں لگایا جاتا ہے یہ امید کی جاتی ہے کہ قانون معاوضہ مزدوران کے عملدرآمد سے جو یکم جولائی ۱۹۳۴ء کو ہندوستان میں نافذ ہوا ہے وہ حادثات بہت کم وقوع ہونا پائینگے جو نا تجربہ کار مزدوروں کو خطرناک مشینوں پر کام پر لگانے سے . . . . . واقع ہوتے ہیں۔ غیر ماہر مزدوروں کی اُجرتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ لیکن ماہر کاریگروں کی تنخواہوں میں تھوڑا اضافہ ہوا ہے۔ ہمیشہ چلنے والے کارخانوں نے سال زیر رپورٹ میں قانون کی دفعات کے حسب منشا کام . . . . کے اوقات کو باقاعدہ منضبط کر لیا ہے۔ لیکن کپاس کے بعض کارخانوں میں مزدوری کے اوقات کی بعض صورتوں میں پوری پابندی نہ کی گئی۔ اس لئے بعض مالکان کارخانہ جات کے خلاف جو خلاف ورزی قانون پر مقرر ہے۔ اس ضمن میں قانونی کارروائی کی ضرورت لاحق ہوئی۔ اس طریق پر کارخانہ جات کی خلاف ورزی میں اکتیس اشخاص کو بعد مقدمہ سزائیں دی گئیں۔

"قانون مذکور کے عملدرآمد سے بچنے کے لئے گذشتہ چند سالوں میں لوگوں کی توجہ اس طرف ہو گئی ہے کہ کارخانوں کو ہندوستانی ریاستوں میں قائم کیا جائے یہ گریز خاصکر قانون کی اُن دفعات کی وجہ سے پیدا ہے جن کی رو سے بچوں کو مزدوری پر لگانا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ گورنمنٹ اس معاملہ پر غور کر رہی ہے

نو افشاں کے خریداروں سے التماس ہے کہ ہر ایک خریدار ایک نیا خریدار دے کر مشکور فرمائے ✤

جاگیرات زیر قانون کورٹ آف وارڈس کا انتظام

پنجاب کی سالانہ سرکاری رپورٹ متعلقہ انتظام جاگیرات زیر قانون کورٹ آف وارڈس بابت سال مختتمہ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۴ء کا ریویو ابھی ابھی شائع ہوا ہے۔ مفصلہ ذیل امور جو اس رپورٹ میں درج ہیں عام دلچسپی کا باعث ہو سکتے ہیں۔

سال زیر رپورٹ میں ان جاگیرداروں کی تعداد جو کورٹ آف وارڈس کے زیر انتظام تھیں ۷ تھی جو اس سے پہلے سال تھی۔ دو جاگیریں اس انتظام سے آزاد کی گئیں۔ یہ جاگیریں جتنا عرصہ کورٹ کے انتظام میں رہیں اس میں اُن کے مستقل مال و دولت میں خاصہ اضافہ ہوا۔ اس کے علاوہ اُن کی غیر منقولہ جائدادوں میں بھی بہت ترقی ہوئی دو نئی جاگیریں زیر انتظام لائی گئیں ✤

ایسی جاگیروں کا انتظام حکومت کی نہایت مفید کارگزاریوں میں سے ایک ہے۔ وہ نابالغ جنکی جاگیریں کورٹوں کے ماتحت ہیں۔ اپنی تعلیم اور اپنی جاگیروں کے موجودہ انتظام پر نگاہ ڈالتے ہوئے اس بات کا کوئی کم احساس نہیں رکھتے کہ ہمیں ان مفید انتظامات کے لئے جو سرکار نے اپنے کلکٹروں اور مینیجروں کے ذریعہ ہماری جاگیروں کے کئے ہیں۔ سرکار کا نہایت شکرگذار ہونا چاہئے ✤

کورٹ آف وارڈز کو جن امور کا سب سے زیادہ خیال رکھنا چاہئے ان میں سے ایک نابالغوں کی تعلیم و تربیت کا معاملہ ہے۔ موجودہ وقت میں بارہ وارڈز اور ان کے رشتہ دار ایچیسن کالج لاہور میں۔ پانچ کوئین میری کالج میں اور بارہ مقامی سکولوں میں

تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جہاں تک ممکن ہے زیادہ عمر کے وارڈوں کو اُن کی جاگیروں کے انتظام میں شریک کر کے انہیں انتظامی تعلیم دی جا رہی ہے۔

سال زیر رپورٹ میں عام آمدنی کی کل مقدار اس سے پہلے سال کی آمدنی سے قدرے زیادہ تھی۔ اچھا خاصہ اضافہ سرمایوں کے تجارت میں لگانے اور سود پر روپیہ دینے سے بھی ہُوا۔ اس سال کا خرچ پہلے سال کی نسبت کوئی ڈیڑھ لاکھ روپیہ کم ہُوا۔ سوا تین لاکھ روپیہ قرضوں کی ادائگی دیا گیا۔ اور تین لاکھ سے زائد جاگیروں کی مستقل حیثیتوں کے بڑھانے میں صرف ہُوا۔ کثیر حصہ اس آخری خرچ کا ممدوٹ کی جاگیر میں بعض ترقیاں عمل میں لانے میں خرچ کیا گیا۔ جلال آباد میں ایک سکول بنایا گیا اور ایک مسجد۔ وہاں کی واٹر ورکس کی سکیم اور ٹیوب ویلوں کے لگائے جانے کے متعلق بھی روپیہ خرچ ہُوا۔ امید کی جاتی ہے کہ اس جاگیر کو وادی ستلج والی تجویز سے گراں بہا فائدہ ہوگا۔ اس تجویز کے مطابق بہت سی نہریں اس جاگیر کے رقبہ سے گذرینگی۔ اور یہاں کی موجودہ چار نہریں بھی اسی میں شامل کر لی جائینگی۔

ممدوٹ سٹیٹ کا تربیت اسپاں کا انتظام۔ وہاں کا بھیڑوں کا فارم اور دوسرے زراعتی فارم جو جلال آباد اور چک ہرج میں واقع ہیں۔ بڑی کامیابی سے کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے سٹڈ اور چک ہرج کا انتظام نواب صاحب ممدوٹ کے اپنے ذاتی چارج میں ہے۔ یہ امر باعث اطمینان ہے کہ جاگیر مذکور میں زراعت کے نئے طریقے رائج کئے جا رہے ہیں اور وہاں کے مزارعوں کی نئے زرعی اوزاروں کو استعمال کرنے کے لئے ہمت افزائی کی جا رہی ہے۔

بعض جاگیروں کی بہت بڑی رقمیں خزانہ میں جمع ہیں۔ حضور گورنر باجلاس کونسل اس امر پر اعتماد رکھتے ہیں کہ مقامی افسر اس بات کو محسوس کرینگے کہ جاگیروں کی اس قسم کی بڑی بڑی رقوم خزانوں میں نکما پڑے رہنے دینا خلاف مصلحت ہے۔ کورٹ کا یہ مقصد ہونا چاہئے کہ ایسے اعتدال پر انتظام کو چلائے جس سے جاگیروں کے ذرائع بھی کافی طور پر زیر نگرانی رہ کر ترقی کریں اور وارڈوں کو بھی اُن کی آمدنیوں سے اتنی ضروری رقم ملتی جائے جس کو اعلےٰ طریق پر صرف کر کے وہ کشمکش حیات میں کامیابی کے ساتھ کام کرنے کے لائق بن جائیں۔ اسراف ایک بُرائی ہے۔ مگر بے انتہا کفائت بھی ویسی ہی بُری چیز ہے۔ قدرتاً اس طریق پر عمل کرنے کا نتیجہ ہوگا کہ کورٹ کے افسر کفایتی طریقوں کے اختیار کرنے کی طرف التفات کریں۔ لیکن روپیہ کو عقلمندی سے اور برمحل صرف کرنے کی قابلیت بھی شاذ بعض صورتوں میں عمر کے ابتدائی حصوں ہی میں کامیابی سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

سیالکوٹ کنونشن

از ۲۳ستمبر ۱۹۲۵ء ۸ بجے شام تا ۲۹ستمبر ۱۹۲۵ء شام

مضمون۔ کلیسیا خدا کا مقدس۔

مطالعہ بائبل۔ پولوس رسول کا خط افسیوں کو

کثرت کی زندگی ایمان اور صرف ایمان ہی کے ساتھ مانگنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ سب صاحبان جو روح سے معمور شدہ کلیسیا کی خواہش رکھتے ہیں تشریف لائیں۔ اگر کوئی خاص بات دریافت کرنی ہو تو مندرجہ ذیل پتہ سے دریافت کریں۔



پتہ

سکریٹری سیالکوٹ کنونشن

امریکن مشن گوجرانوالہ پنجاب

سیالکوٹ کے بشارتی جلسوں کی رپورٹ

مناظرے تو ہزاروں ہوئے اور ہوتے رہینگے لیکن اس سال جو سیالکوٹ میں ۲۰ جولائی سے ۲۶ جولائی سات دن تک صبح و شام مناظرے ہوئے وہ آپ اپنی نظیر ہیں۔ تبلیغی لیکچروں کے لئے سیالکوٹ کے ذمہ دار مسیحیوں نے پادری سلطان محمد صاحب افغان اور پادری عبدالحق صاحب فاتح قادیان کو بلایا۔ اُن کے ورود مسعود سے قبل ایک اشتہار شائع کیا۔ جس میں مضامین مشتہر کر دئیے گئے۔ اور یہ بھی لکھا کہ تقاریر کے اختتام پر سوال و جواب کا موقع دیا جائیگا۔ اشتہار چھپا۔ شائع ہُوا۔ اور لوگوں کی نظروں سے گذرا۔ مسلمانوں میں بے چینی پھیل گئی۔ اور اُنہوں نے یہ سمجھا کہ عیسائی اُن کے غیر متحد ہونے کی وجہ سے دلیر ہیں۔ اس لئے اب کی دفعہ ایک ایسا کامل اتحاد کرنا چاہئے کہ عیسائی پریشان ہو جائیں۔ سو حنفی۔ اہلحدیث۔ شیعہ قادیانی اور لاہوری مرزائی سب کے سب مل گئے۔ عہد و پیمان ہوئے کہ اسلام کے اندرونی اختلافات کو نظر انداز کر کے اس وقت عیسائیوں کے استیصال کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا جائے۔ اور جس کسرِ صلیب کی تمنا میں جناب مرزا صاحب آئے تھے اُس کا ترانہ از سر نو گایا جائے۔ مضمون تقسیم کرئے گئے کہ فلاں مضمون پر فلاں حنفی مناظرہ کریگا۔ فلاں مضمون پر فلاں اہلحدیث میدان میں اُتریگا اور فلاں روز قادیانی فوج ادر فوج کشتی کریگی اور ایک دفعہ تو ضرور ہی عیسائیت کے شاندار قلعہ کو مسمار کر کے چھوڑینگے۔ غرض طے ہُوا کہ مناظرہ۔ معارضہ۔ مجادلہ۔ اور مکابرہ جس طرح بھی بن آئے ان عیسائیوں کو متحدہ کوشش سے ایسا دباؤ کہ پھر اُٹھنے نہ پائیں پھر کیا تھا جملہ فرق اہل اسلام کی طرف سے بوساطت حافظ عبدالحمید ناظم انجمن اہلحدیث سکریٹری انجمن مسیحی سیالکوٹ کو چیلنج کی منظوری کی اطلاع دی گئی



اور شرائط مناظرہ کے تصفیہ کے لئے بلایا گیا۔ بہت قیل وقال کے بعد شرائط ہوئیں اور فیصلہ یہ ہوا کہ عیسائیوں کے مضامین پر بحث کی جائے۔ اور مسلمانوں اور اُن کے فرقوں کے مسائل خصوصی مثلاً قرآن۔ کلام اللہ۔ نبوت محمدیہ اور نبوت میرزا وغیرہ پر ہرگز گفتگو نہ ہو۔ عیسائی مدعی ہوں اور مسلمان معترض۔ جب تقاضا کیا گیا کہ نبوت میرزا کو تو کسی صورت میں بھی چھوڑا نہیں جا سکتا۔ یہ کیا انصاف کہ گیارہ عیسائی مسائل پر بحث ہو لیکن ایک بھی مضمون جو اسلام یا اس کے کسی فرقہ سے مخصوص ہو معرض بحث میں نہ آئے تو میرزائی باوجود سابقہ اقرار کے مکر گئے۔ اور کہنے لگے کہ اس کے لئے علیحدہ چیلنج دیا جائے۔ عیسائیوں نے اس بات کو بھی بسر و چشم قبول کیا اور کہا کہ تم نے تو ملنے کے لئے کہدیا کہ علیحدہ چیلنج دو۔ جانے کیوں تمہیں اس اہم مسئلہ پر بحث کرنے سے گریز ہے۔ مگر ہم چھوڑنے کے نہیں چیلنج دینگے اور ضرور دینگے۔

ان مناظروں کی مفصل کیفیت ترجمہ میں شائع کی جائیگی۔ اور ممکن ہے کہ ہفتوں یہ سلسلہ جاری رہے لیکن سر دست یہ بتایا جاتا ہے کہ مسلمانوں کا یہ اتحاد بھی مسیحیوں کے مقابل کارگر نہ ہوا۔ اور دو دن کے بعد حنفیوں اور قادیانیوں نے شہر میں یہ ڈگڈگی پٹوا دی کہ مناظرہ موقوف ہو گیا۔ اور کوئی مسلمان قلعہ پر نہ جائے۔ لیکن مسلمان کب رکنے والے تھے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ مناظرہ ہوگا۔ تو وہ اُمڈے ہوئے آئے اور کسی کے روکے سے نہ رُکے۔ بعد کی اشاعتوں میں ہم انشاء اللہ مناظرے کی مفصل روئداد نذر ناظرین کرینگے۔ اور مرزائی تہذیب کا بھی مرقع کھینچینگے۔

خواجہ

لاہور ۲۹ جولائی۔ لاہور میں ۳ بجے رات سے خوب بارش ہو رہی ہے۔

خبریں

لندن ۲۷ جولائی۔ کمیونسٹ اخبار "لی ہومینٹی" "(انسانیت پسند)" کی اشاعت کے بعد جو جنگ مراکش کی مخالفت کرنے والی سنٹرل کمیٹی نے شائع کیا ہے۔ اور جس میں فرانسیسی افواج سے یہ درخواست کی ہے کہ وہ اہل ریف کو بھی اپنا بھائی سمجھیں۔ پولیس نے اُس کے دفتر پر دھاوا بول دیا۔ جو جنرل لیبر یونین کی عمارت میں واقع ہوا اور بہت سے کاغذات جن میں ممبروں کی فہرست بھی ہے اپنے ساتھ لے گئی۔

(رینڈ ے ماترم)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امسال دریائے راوی میں پانی بہت چڑھ آیا ہے۔ پانی منٹو پارک کے نزدیک بہانے نالے تک پہنچ چکا ہے اور گرد و نواح کے جھونپڑوں کی کشتیاں بہا لے گیا ہے۔ گذشتہ تین چار روز سے پانی بہت چڑھ آیا ہے۔ (ر)

لاہور ۲۹ جولائی۔ کل تین بجے بعد دوپہر گوالمنڈی میں ایک حادثہ ہوگیا۔ گندے انجن کے قریب ایک کنواں ہے۔ جس سے پانی بھرنے کے لئے دو لڑکے اپنے برتن لائے تھے کہ اتنے میں کنوئیں کے ساتھ ہی ایک شکستہ دیوار گر پڑی۔ ایک لڑکے کو تو معمولی سی چوٹ آئی۔ لیکن دوسرے کو سخت چوٹ لگی اور اُسے اُسی وقت ہسپتال لے جایا گیا۔ (ر)

امرتسر ۳۰ جولائی۔ جیتو سے موصول شدہ تازہ ترین تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ کل شام تک ۱۰۱ اکھنڈ پاٹھوں کا بھوگ پڑ چکا تھا اور ۱۰۵ اور اکھنڈ پاٹھ شروع کئے گئے ہیں ۱۰۱ اکھنڈ پاٹھوں کا آخری بھوگ ۶ اگست کو پڑیگا۔ اور اس موقع پر ایک عظیم الشان رسم ادا کی جائیگی۔ نابھہ کے قیدی جو پہلے اور دوسرے شہیدی جتھے پر مشتمل ہیں۔ آج صبح سینٹرل جیل سے جیتو پہنچ گئے ہیں۔ سردار تارا سنگھ نے جھنڈا میں اُن کا خیر مقدم کیا اور شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی اور شرومنی اکالی دل کے لیڈروں نے جیتو میں اُن کا استقبال کیا۔ جہاں انہیں ایک عظیم الشان جلوس کی صورت میں گوردوارہ گنگسر جیتو میں لیجایا گیا۔ جلوس کے آگے کئی جیڈ باجے تھے۔ انتظامات اطمینان بخش ہیں تمام کام بغیر کسی رکاوٹ کے جاری ہے۔ (ر)

خواجہ عبدالصمد سیشن جج لائلپور کے خلاف گورنمنٹ نے جو مقدمہ دائر کر رکھا ہے وہ سپیشل دار کو ختم ہو گیا۔ اور کمیشن کا اجلاس ۳ اگست تک ملتوی ہو گیا جبکہ گواہانِ صفائی کی شہادت لی جائیگی۔ (ر)

لندن ۲۷ جولائی۔ اس جھگڑے کا ابھی تک تصفیہ نہیں ہوا طرفین اپنی اپنی بات پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ وزیر اعظم مسٹر بالڈون فیصلہ کرانے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ (ر)

آگرہ ۲۸ جولائی۔ کل رات تک محرم کے متعلق بھاری تشویش تھی۔ کیونکہ مسلمانوں نے انتظامات پولیس کے متعلق مفروضہ شکایات کی وجہ سے اپنے تعزیے نہیں نکالے۔ کل شام کثیر تعداد مسلمان کلکٹر کے مکان پر جمع ہوئے اور انہیں ہدایات دی گئیں۔ جن سے وہ مطمئن ہو گئے۔ اس کے بعد جلد تعزیوں کا ایک طویل جلوس شہر میں سے گذرا اور تمام انتظامات اچھی طرح کام کرتے رہے۔ (ر)

ملتان ۲۸ جولائی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ملتان سنٹرل جیل میں گیا۔ جہاں دس اکالی قیدیوں کو جنہوں نے گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے مقررشدہ اقرار نامہ پر دستخط کر دیئے گئے۔ فوراً رہا کر دیا گیا۔ ڈسٹرکٹ جیل سے بھی ایک قیدی ایسے ہی حالات میں رہا کیا گیا۔ (ر)

کلکتہ ۲۸ جولائی۔ ۲۷ جولائی تک ریش

بند ہو۔ اس میموریل فنڈ میں ۴۷۰۰۶ روپیہ جمع ہو چکا ہے۔ سر پی۔ سی۔ رائے ایک اپیل میں مظہر ہیں کہ مہاتما گاندھی دس لاکھ روپیہ جمع ہونے کے بعد بنگال سے جائینگے۔ اور اگر ضروری ہوا تو وہ اس مقصد کے لئے ۲۲ اگست کے اخیر تک وہاں ٹھہرینگے۔

(م)

اطلاع

دربار جموں و کشمیر کی طرف سے حسب ذیل اعلان جاری ہوا ہے۔ جو عوام کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے:۔

عوام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ چونکہ وادی کشمیر میں اور خاصکر تحصیل اننت ناگ میں ہیضہ کی بیماری پھیل رہی ہے۔ اور نہایت ضروری ہے۔ کہ وبا کو پھیلنے سے روکا جائے۔ لہٰذا دربار جموں و کشمیر کی طرف سے امسال امرناتھ کو جانے والے یاتریوں کی سہولت کے واسطے کوئی انتظام نہیں کیا جائیگا۔ عوام الناس کی بہتری اسی میں ہے کہ یاتریوں کو اس سال یاترا سے روکنے کا مشورہ دیا جائے۔

مظفر خاں
ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب
لاہور ۲۷ جولائی ۱۹۲۵ء

گورداسپور۔ خانصاحب شیخ فیروز الدین ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے گھر میں کئی ہزار کی چوری ہو گئی۔ چور کا کچھ سراغ ملا ہے۔ تاہم ابھی کوئی مال برآمد نہیں ہوا۔

(بندے ماترم)

کلکتہ۔ کل بڑا بازار تھانہ کے انسپکٹر نے کئی کانسٹبل لیکر اس مکان پر دھاوا کیا جس میں پانی کا جوا کھیلا جاتا تھا۔ یہ مقام تواڑی کے باڑے کے نام سے مشہور ہے۔ انسپکٹر پولیس نے تیس اشخاص کو جوا کھیلتے پکڑ کر گرفتار کر لیا (م)

کچھ مہینے ہوئے دیو سماج کی طرف سے انگریزی زبان میں ایک کتاب "سوامی دیانند سچائی کی روشنی میں" کے عنوان سے شائع ہوئی تھی۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ گورنمنٹ اس کے خلاف زیر دفعہ ۱۵۳ الف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ چنانچہ کچھ دن ہوئے۔ ڈپٹی کمشنر لاہور نے کتاب کے پبلشر کو عدالت میں طلب کر کے وجہ دریافت کی تھی کہ کیوں نہ اس پر زیر دفعہ ۱۵۳ الف مقدمہ چلایا جائے پبلشر کی طرف سے جواب دیا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ اس جواب پر غور کر رہی ہے۔

(م)

شملہ ۲۷ جولائی۔ رایل ملٹری کالج سینڈہرسٹ میں ہندوستانیوں کے داخلہ کے متعلق پنجاب گورنمنٹ کا پریس کمیونک مظہر ہے کہ سینڈہرسٹ میں فروری ۱۹۲۶ء سے جو سیشن شروع ہوگا۔ اس میں شامل ہونے کے لئے داخلہ کا امتحان ۴ ستمبر کو شملہ میں ہوگا۔ یکم جنوری ۱۹۲۶ء کو امیدواروں کی عمر ۱۸ اور ۲۰ سال کے درمیان ہونی چاہئے (۲) وہ امیدوار جو کامیابی سے امتحان پاس کریں اور گورنمنٹ ہند سے منتخب ہو جائیں انہیں ایک یا ڈیڑھ سال کورس پورا کرنا ہوگا۔ اخراجات پرائیوٹ لوگوں کے لئے قریباً ۴½ ہزار روپیہ سالانہ ہوگا۔ اور فوجی افسروں کے لڑکوں پر ۲½ چار ہزار سات سو روپیہ سالانہ ہونگے اس رقم کا ⅓ حصہ پیشگی ادا کر دینا چاہیے اور باقی حصہ تیسری ٹرم شروع ہونے پر۔

درخواست کا فارم، نصاب تعلیم اور دیگر قواعد کے متعلق گورنر پنجاب کے پرائیوٹ سکرٹری سے درخواست کیجائے صوبہ پنجاب کے امیدواروں کو اپنے ضلع کے ڈپٹی کمشنر اور کمشنر کی معرفت عرضیاں ایسے وقت ارسال کرنی چاہئیں کہ وہ گورنر پنجاب کے پرائیوٹ سکرٹری کو ۸ اگست سے پہلے ملجائیں اس کے بعد کسی عرضی پر غور نہ کیا جائیگا۔ پراونشل قوانین کے پیرہ ۱۰ کے مطابق چیچک کے ٹیکہ کا سرٹیفیکیٹ بھی ساتھ ہی ہونا لازمی ہے ہر وہ امیدوار جس کی کمشنر نے سفارش کی ہوگی۔ اسے ۱۳ اگست کو ۲½ بجے بارنس کورٹ شملہ میں ایک سیلکشن کمیٹی کے سامنے پیش ہونا ہوگا۔ (م)

اشتہار کتب

بن حور یا مسیح موعود کی داستان۔ یہ کتاب اس قدر دلچسپ کہانی کے رنگ میں ہے کہ مذہبی کہانی کے شائقین کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی بیچ اور پُر لطف داستان نہیں لکھی گئی جس میں ۳۹ باب ہیں۔ کتاب ضخیم ہے اور ٹائیٹل رنگین ہے صفحہ ۳۹۶ قیمت ایک روپیہ دو آنہ نصف جلد کپڑا ۱؎ ۸

بوستان سپاس۔ یہ ایک گیتوں کا مجموعہ ہے۔ جس میں ۲۴ غزلیات۔ چند انگریزی گیتوں کے ترجمے وغیرہ شامل ہیں۔ اس میں یہ خوبی ہے کہ مروجہ دیوانوں اور غزلیات کے وزنوں پر مسیحی نظمیں لکھی گئی ہیں صـ۵۵ ۱/ روپیہ

ایک عجیب و غریب گھر اور اُسکی حفاظت کا طریقہ حفظان صحت کا ابتدائی رسالہ جس میں انسانی بدن کے تمام اعضا کی تشریح کی گئی ہے اور صحت کو قائم رکھنے کے ابتدائی اصول بتائے ہیں۔ صـ۶۱ قیمت ۵ ر

دس باتیں جو قابل یادگار ہیں مچھر، مکھیوں۔ شراب۔ نشی دواؤں کے غلط استعمال۔ تپ دق۔ آنکھ۔ افیون نشیلی اشیاء کے دس نقصانات اور تمباکو ہر ایک کے بارے میں دس ضروری ہدایتیں صـ۱۶ ۔ ۲ ر

المشتہر
سکرٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی
انارکلی۔ لاہور۔

اور کہیں اگر مباحثہ کرلو۔ مگر علے الصبح کس کا آنا تھا۔ اور پھر چالاکی یہ کہ اپنی مجلس میں سرخروئی حاصل کرنے کے لئے پھر وہی چال چلنے لگے۔ اور سامنے آنے سے قطعی پرہیز کیا۔ مگر ؎

کیا تماشہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

مگر پادری صاحب نے اُن کے جلسہ میں جاکر استدعا کی کہ مجھے ایک گھنٹہ وقت دو۔ میں تمہاری ہرزہ سرائی کا جواب دوں۔ مگر کہاں وہ مولوی صاحبان۔ اور کہاں پادری صاحب کے سامنے اُن کی بساط۔ ہرگز وقت نہ دیا۔ اور پادری صاحب نہایت فتح عظیم کے شادیانے بجاتے ہوئے اپنی مسیحی جماعت کے ہمراہ موٹر میں بیٹھ کر چلے گئے اور مسیح کا جھنڈا لہرایا۔ ہم تہ دل سے مشکور ہیں کہ حاضرین نے مودبانہ و مہذبانہ طریق سے کلام سنا۔ اور کسی میں کسی قسم کی تلخی اور ترش روئی کی صورت نظر نہ آئی ہمیں کامل امید ہے کہ اچھا بیج اچھی طرح صاف اور اچھی زمین میں بویا گیا ہے۔ بمانند کہ بڑھے اور پھولے اور ساٹھ گنا پھل لاوے۔

ایں دعا از من و از خلق خدا آمین باد

آخر میں میری استدعا ہے کہ ناظرین پادری صاحب موصوف کے لئے خاص دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کی روحانی وجسمانی صحت قائم رکھے تاکہ وہ بہتوں کو زیر صلیب لانے کا ذریعہ ہوں۔

احقر۔ اللہ دتا (گھٹیالوی)

بیان کیا جاتا ہے کہ ٹائبرلیس شاہنشاہ روما کی حکومت کے وقت خزانے میں (۲۳۶۲۵۰۰۰) پونڈ کی رقم موجود تھی جسے اس کے جانشین کیلیگولا نے صرف ایک سال کے اندر اندر خرچ ڈالا۔

(زمیندار ہفتہ وار)

کلیسیا کی بناوٹ

از پادری لبھو مل صاحب پریزیڈنٹ ڈیوسن گردھا

دیباچہ

کلیسیا کے معنے جماعت کے ہیں جس میں سب مسیحی شامل ہیں۔ کلیسیا کا بنیادی پتھر مسیح ہے جس پر کلیسیا قائم کی گئی ہے۔ اور کلیسیا کا ہر ایک ممبر ایک بطور روڑے کے ہے جس سے عمارت بنائی جاتی ہے۔ کلیسیا کی بنیاد چٹان پر ہے۔ جس پر وہ قائم ہے۔ اور کسی قسم کا طوفان اُس پر زور کرکے گرا نہیں سکتا۔ ہم پرانے زمانے کا حال تواریخ سے معلوم کرتے ہیں کہ کئی ایک کلیسیا کے دشمنوں نے اس کو برباد کرنا چاہا پر نہ کر سکے۔ مثلاً فرعون نے بنی اسرائیل کو برباد کرنا چاہا۔ اُن کے بچے مارنے کا حکم دیا کہ کسی طرح کلیسیا ترقی نہ کرے۔ پر خدا نے موسےٰ کو ایک نظارہ دکھایا کہ ایک جھاڑی کو آگ لگی ہوئی ہے اور وہ جل نہیں جاتی۔ اس لئے کہ خدا آپ اس کا محافظ اور نگہبان تھا اور خود کلیسیا میں رہنے کا وعدہ کرتا ہے۔ دوسرا کرنتھیوں ۶: ۱۶ چنانچہ خدا نے کہا کہ میں ان میں بسونگا یا سکونت کرونگا اور میں ان کا خدا ہونگا اور وہ میرے لوگ ہونگے۔ پھر مکاشفات ۲۱: ۳ میں یوں لکھا ہے۔ کہ خدا کا خیمہ آدمیوں کے ساتھ رہیگا۔ اور میں اُن کا خدا ہونگا۔ پھر کلیسیا کے بانی کے نام کے معنوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنی کلیسیا کے ساتھ رہیگا۔ جیسا کہ نبی کی معرفت ذکر آیا ہے۔ کہ اس کا نام عمانوایل رکھینگے (یعنی خدا ہمارے ساتھ)

اس مضمون کو ہم تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں جن پر ہم باری باری سے غور کرینگے۔

(۱) کلیسیا کس کی ہے اور کیا ہے۔

(۲) کلیسیا کا انتظام کس طرح ہوتا ہے۔

(۳) کلیسیا کی بزرگی اور جلال۔

(ا) کلیسیا خدا کی ہے۔ اگر ہم تمطاؤس ۳: ۱۵ دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ کلیسیا کس کی ہے۔ خدا کے گھر یعنی زندہ خدا کی کلیسیا میں جو حق کا ستون اور بنیاد ہے۔ پھر دیکھو ۲: ۲۱ و ۲۲ اُس میں ہر ایک عمارت مل ملا کر خداوند میں ایک پاک مقدس بنتی جاتی ہے۔ اور تم بھی اُس میں قائم کئے جاتے ہو تاکہ رُوح میں خداوند کا مسکن بنو۔ پھر کلسیوں ۱: ۲۴ میں لکھا ہے کہ اب میں ان دکھوں کے سبب سے خوش ہوں جو تمہاری خاطر اُٹھاتا ہوں اور مسیح کی مصیبتوں کی کمی اس کے بدن یعنی کلیسیا کی خاطر اپنے جسم میں پوری کئے دیتا ہوں۔ کلیسیا خدا کی ہے اور اُس کے نثر کاروں کو پاک مسکن بننے کا حکم ہے۔ کیونکہ اُس کے مسکن میں رہنے والا سب سے بزرگ اور سب سے پاک تر ہے۔ جبکہ دنیا کے لوگ بادشاہ یا امیر اپنی اپنی شان کے موافق اپنا گھر بناتے ہیں۔ تو کتنا زیادہ خدا کا گھر پاک اور پوتر ہونا چاہئے۔ تو زبور نویس فرماتا ہے۔ اے لشکروں کے خدا تیرے مسکن کیا ہی دلکش ہیں زبور ۸۴: ۱) خداوند اپنے لوگوں کو فرماتا ہے کہ تمہارا دل میرا مقدس ہے اور میں اس میں رہونگا۔ جبکہ خداوند اپنے پاک لوگوں کے دلوں میں سکونت کرنے کا وعدہ کرتا ہے تو وہ دل بالکل پاک اور صاف ہونے چاہئے۔ چنانچہ جن پاک لوگوں نے اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دیا ہے۔ اُن کے دل سچ مچ دوسروں کو کھینچنے والے ثابت ہوئے ہیں۔ مثلاً مولوی دکیری صاحبان یا ہمارے آنکھوں دیکھے پادری جے۔ این ہانڈ صاحب پیٹرسن صاحب و سوامی سندر سنگھ صاحب وغیرہ کس قدر لوگوں کے دلوں کو کھینچنے والے ثابت ہوئے ہیں۔ اس لئے زبور نویس کا کلام صادق آتا ہے کہ اے لشکروں کے خداوند تیرے مسکن کیسے دلکش ہیں۔

(ب) کلیسیا کیا ہے۔ کلیسیا مسیح کا بدن ہے۔ افسیوں ۱: ۲۲-۲۳۔ جبکہ کلیسیا مسیح کا بدن ہے تو اُسکو

ایسا پاک اور پوتر ہونا چاہئے جیسا کہ وہ تھا۔ اس کی پاکیزگی کی بابت خیال کریں تو بالکل پاک تھا جیسے کہ لکھا ہے کہ تیری آنکھیں ایسی پاک ہیں کہ تو بدی کو دیکھ نہیں سکتا۔ پھر اُس کی پاکیزگی کی بابت یسعیاہ فرماتا ہے کہ وہ گالی کے بدلے گالی نہ دیتا تھا۔ اور مار کھا کر کسی کو ڈراتا نہ تھا اور نہ اُس کے منہ میں چھل بل پایا گیا۔ وہ اپنے کترنے والوں کے آگے ایسا بے زبان تھا جیسے بھیڑ اپنے بال کترنے والوں کے آگے۔ اس طرح اُس نے اپنا منہ نہ کھولا۔ پھر خداوند مسیح نے بڑی بڑی جماعتوں میں کھڑے ہو کر کہا کہ کون مجھ پر گناہ ثابت کر سکتا ہے۔ چنانچہ اُس کے دشمن بھی گواہی دیتے ہیں کہ وہ بیگناہ تھا۔ یہوداہ اسکریوطی اور پیلاطوس کی بیوی اور خود پیلاطوس بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔ کلیسیا جو مسیح کا بدن ہے اُس نے آپ اپنے بدن یا کلیسیا کو اپنے خون سے پاک صاف کیا ہے۔ ۱ کرنتھیوں ۶: ۱۱ مگر تم خداوند یسوع مسیح کے نام سے اور ہمارے خدا کی روح سے دھل گئے اور پاک ہوئے اور راستباز بھی ٹھہرے۔ خداوند یسوع مسیح نے اپنا خون دے کر کلیسیا کو صاف کیا اور راستباز ٹھہرایا۔ تاکہ اُس کے لائق بدن بن جائے اور ترقی پائے۔ مسیح نے بھی کلیسیا سے محبت کر کے اپنے آپ کو اُس کے واسطے موت کے حوالے کر دیا۔ تاکہ اُس کو کلام کے ساتھ پانی سے غسل دیکر اور صاف کر کے مقدس بنائے۔ اور ایک ایسی جلال والی کلیسیا بنا کے اپنے پاس حاضر کرے جس کے بدن میں داغ یا جھری یا کوئی اور ایسی چیز نہ ہو۔ بلکہ پاک اور بے عیب ہو۔ افسیوں ۵: ۲۵ سے ۲۷ تک۔ پھر خداوند کلیسیا کو بڑی محبت کی آواز سے پکارتا ہے۔ اے میری پیاری تو سراسر جمال ہے اور تجھ میں کوئی عیب نہیں ہے غزل الغزلات ۴: ۷۔

جب خداوند ہم کو جو کلیسیا کے طور سے اُس کا بدن ہیں وہ بڑے پیار سے فرماتا ہے کہ تجھ میں کوئی عیب نہیں۔ تو اگر ہم ہر ایک جو اُس کے بدن کا حصہ ہے اپنے آپ کو ناپاک کرتے ہیں تو ہم لوگ اُس کو سچا ثابت نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ بڑے دعوے سے کہتا ہے کہ تجھ میں کوئی عیب نہیں۔ بیٹے تمہارے گناہوں اور عیبوں کا کفارہ دے دیا ہے۔ اب تو سراسر پاک اور بے عیب ہے ہم اُس کی محبت کی قدر کر کے اُس کی خواہش جو کہ وہ ہمارے حق میں رکھتا ہے پوری کریں وہ چاہتا ہے کہ ہم لوگ جو اُس کا بدن ہیں یا اس کے لوگ ہیں وہاں ہوں جہاں وہ ہے۔ دیکھو یوحنا ۱۷ باب ۲۴ آیت۔ اے باپ میں چاہتا ہوں کہ جنہیں تو نے مجھ کو دیا ہے۔ جہاں میں ہوں وہ بھی میرے ساتھ ہوں تاکہ میرے اُس جلال کو دیکھیں جو تو نے مجھے دیا ہے کیونکہ تو نے بنای عالم سے پیشتر مجھ سے محبت رکھی۔ میرے عزیز بھائیو اور بہنو آؤ ہم یسوع مسیح کی خواہش کو پورا کرنے اور اُس کے حضور میں حاضر ہونے کی کوشش کریں جس میں خوشیوں سے سیری ہے۔ تیرے دہنے ہاتھ میں ابد تک عشرتیں ہیں (باقی باقی)

پونا ۱۵ جولائی۔ انڈیا نمبر ٹاٹا کمپنی کا تعمیر کردہ بند کل شام دریا برد ہو گیا ہے۔ آدھ گھنٹے کے اندر اندر دریا میں ۳ فٹ پانی چڑھ آیا اور ایک بیک کھیم شیٹے کے ریلوے سٹیشن میں تین فٹ گہرا پانی گھس آیا۔ خوش قسمتی سے دریا کا بہاؤ تیز ہو گیا۔ اور سیلابی ... بہت تیزی کے ساتھ بہہ نکلا تاہم گرد و نواح کے ریلوے سٹیشنوں سے آئے ہوئے لوگ بیان کرتے ہیں۔ کہ عورتوں۔ بچوں اور حیوانات کی کثیر تعداد طوفان کی نذر ہو گئی۔ مگر سرکاری طور پر نقصانات کی تصدیق نہیں ہوئی۔

(زمیندار ہفتہ وار)

یونگ کرسچن ہائی سکول لدھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار ہندوستانی خواتین اُسکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے کلاس فیس بحساب سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات کے لئے ۱۲ ماہوار فی طالب علم۔ کتابوں اور سٹیشنری کی قیمت اس کے علاوہ ہے۔ بموجب نئے انتظام کے چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی۔ الماری بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جز کشا [illegible] سے [illegible] تک گرد نواں [illegible] سے [illegible] تک مزید حالات پرنسپل و ہیڈ ماسٹر سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا بنام ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ
ضلع گورداسپور۔

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم اے منیجر نور افشاں البرٹ روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دلو اکھنڈ صاحب پروپرائٹر چھپا +